نمبر ۳۰ — قادیان دار الامان ۱۴ اگست ۱۹۰۳ء مطابق ۱۹ جمادی الاول ۱۳۲۱ھ یوم جمعہ — جلد ۲

ملفوظات و حالات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمن

۳۰ جولائی ۱۹۰۳ء

صداقت کا معیار اعداء پر غلبہ ہے

فرمایا جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو کسکو معلوم تھا کہ آپکے ہاتھ سے اسلام سمندر کیطرح دنیا میں پھیل جاوے گا اور جب آپنے دعوی کیا تو وہی تین چار آدمی آپ کے ہمراہ تھے جو کہ مسلمان ہوئے تھے اور ابوجہل وغیرہ آپ کو کیسے ذلیل اور حقیر خیال کرتے تھے لیکن اب اگر وہ زندہ ہوں تو انکو پتہ لگے کہ جسے وہ حقیر اور ذلیل خیال کرتے تھے خدا نے اسکی کیا عزت کی ہے۔

اعدا کی ذلت اور اپنی کامیابی پر **فرمایا** کہ اس کے متعلق حال میں پیشگوئی جو ہوئی ہے اگرچہ وہ ایک رنگ میں پوری ہو گئی ہے تاہم اسے پوری ہوئی کہنا ہماری غلطی ہے خدا جانے خدا کا کیا منشا ہے۔ اصل میں ایسی پیشگوئیوں کی وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ ہے جو کہ بہت سے اسباب کو چاہتا ہے

دنیا میں حق پسند بہت تھوڑے ہیں اور اقبال پسند بہت زیادہ اسلیے اللہ تعالی بہت سے صاحب اقبال کو اپنے برگزیدوں کے ساتھ کر دیا کرتا ہے تاکہ عوام الناس اُنکے ذریعہ سے ہدایت پاویں کیونکہ عوام الناس میں حق پسندی اور عمیق عقل کم ہوتی ہے اسلیے وہ بڑے بڑے آدمیونکو دیکھکر اُن کے ذریعہ داخل ہوتے اور ہدایت پاتے ہیں

۳۱ جولائی ۱۹۰۳ء

کوئی ذکر قابل بلاغ ناظرین نہیں ہوا۔ حضرت اقدس علیہ السلام کل نمازوں میں شامل جماعت ہوئے۔

یکم اگست ۱۹۰۳ء

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کل نمازوں میں شامل جماعت ہوئے

سوال۔ اللہ تعالی شرک کو کیوں نہیں معاف کرتا

اما الجواب۔ فرمایا کہ اگر شرک کو اللہ تعالے بخشدے تو پھر زانی اور ہر ایک فاسق فاجر کو بھی بخشدینا چاہیے اگر پھر اسمیں یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ آیا اللہ تعالے گناہوں کا بدلا دیتا ہے کہ نہیں اور گناہوں کے بارہ میں پہلی امتوں سے اللہ تعالی نے کیا سلوک کیا تو اسکے جواب میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ اکثر امتوں کو گناہ کے ارتکاب کی وجہ سے عذاب دیے گئے تو پھر شرک جیسے گناہ کی سزا کیوں نہ دی جائے۔

شرک اصل میں اللہ تعالی کی چوری ہے کہ اسکی الوہیت کو اصلی جگہ سے چُرا کر کسی اور جگہ رکھدیا جاتا ہے اور

شرک اور دوسرے گناہ

چونکہ یہ ایک بڑی بھاری ہستی کی چوری ہے لہذا اسکا لیے بھی بڑا بھاری ہونا چاہیے۔ دوسرے گناہوں کی نسبت اللہ تعالی نے فرمادیا ہے کہ الا ما شاء ربک کہ اور گناہوں میں سے جسے اللہ تعالے چاہیگا بخشدیگا۔ اسمیں صغائر اور کبائر سب شامل ہیں لوگ چاہتے ہیں کہ خدا تعالی اُنکے خود تراشیدہ قانون کو مانے جس گناہ کو وہ چاہیں کہ بخشدے اُسے اللہ تعالی بخشدے جسکو چاہیں کہ نہ بخشا جائے وہ نہ بخشے اور اپنے احکام اور قانون کی خدا پیروی کرے خیر یہ تو وہ آخرۃ کا معاملہ ہے جسکو وہ خدا سے منوانا چاہتے ہیں اسکا نمونہ ذرا دنیا میں تو کر کے دکھلادیں کہ ویسرائے کو کہدیں کہ مجرم کو سزا نہ ملے اور تعزیرات ہند کو بدلدے پھر جس حال میں یہاں قانون میں اُنکے دخل انداز ی نہیں ہو سکتی تو خدا تعالی کے قانون میں وہ کیوں تغیر و تبدل چاہتے ہیں

رسول پر ایمان کی ضرورت

سوال۔ کیا رسول کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہو سکتی۔ **اما الجواب**۔ رسول وہ ہوتا ہے جسپر اللہ تعالی کے احسانات و انعامات ہزارہا ہوتے ہیں تو جو شخص اس کا انکار کرتا ہے وہ بڑا گناہ کرتا ہے اور اصل میں جو شخص کہ رسول اللہ کا انکار کرتا ہے دوسرے لفظوں میں وہ یہ کہتا ہے کہ ہر ایک حرام حلال ہے شراب بھی جائز ہے زنا بھی جائز ہے جھوٹھ بھی جائز ہے گویا سب صغائر و کبائر جائز ہیں کیونکہ رسول اللہ ان سب سے منع کرتے ہیں اور وہ جب انکا انکار کرتا ہے تو انکی تعلیم کا بھی انکار کرتا ہے یہ کب ہو سکتا ہے کہ

کہ ایک شخص ایک حکم کو تسلیم کرے لیکن جو وہ حکم لایا اُس سے انکار کرے تو پھر وہ حکم کیسے حکم رہ سکتا ہے۔

سوال۔ حضور نے کتاب براہین احمدیہ میں لکھا ہے کہ مسیحؑ آسمان پر ہیں اور اب کہا جاتا ہے کہ جو ایسا عقیدہ رکھے وہ مشرک ہے **اما الجواب** بات یہ ہے کہ جبتک کسی نبی کو وحی نہ ہو وہ کچھ نہیں کہہ سکتا۔ خدا تعالیٰ کی وحی سے ہر ایک بات کی حقیقت کھلتی ہے دیکھو آنحضرت صلعم کو ارشاد ہوتا ہے ما کنت تدری ما الکتٰب والایمان یعنی تو تو ایمان اور کتاب کو نہیں جانتا تھا لیکن پھر جب خدا تعالیٰ نے وحی کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب کچھ جان گئے۔ پھر آپ کے زمانہ وحی سے پیشتر ملک میں کسقدر شرک وغیرہ پھیلا ہوا تھا لیکن آپ نے کسیکو منع نہ کیا لیکن جب وحی آئی تو ہر جگہ تبلیغ کر دی اور کھول کر لوگوں کو سنا دیا کہ شرک مت کرو بلکہ ہزارہا مصائب کا مقابلہ بھی پیش آیا جب کسی امر کی نسبت وحی ہو جاتی ہے تو پھر رسول یا نبی اُسے کہے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اگر اُسے مخفی رکھے تو مشرک ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی سمجھائی ہوئی بات کو بیان نہیں کرتا۔ ہاں جیسے سمجھائی ہوئی بات کو بیان نہ کرنا شرک ہے ویسے ہی ایسی بات کو بھی بیان کرنا شرک ہے جسکو خدا کیطرف سے نہ سمجھایا گیا ہو اگر وہ ایسی (مؤخر الذکر) بات کو بیان کرتا ہے تو گویا وہ سمجھتا ہے کہ جو خدا کو بھی نہیں سوجھتی وہ مجھے سوجھتی ہے۔ اور اس گستاخی سے مشرک ہو جاتا ہے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ تمام باتیں جو کہ قرآن شریف میں موجود ہیں پہلے ہی تبلیغ کر دیتے تو پھر قرآن کریم کے نزول کی کیا ضرورت تھی۔ ابتدا میں بعض صحابہ کرامؓ نے شراب پی ہوئی ہوتی تھی اور نماز پڑھ لیتے تھے لیکن آنحضرتؐ نے کسیکو منع نہیں کیا جب تک کہ آیۃ کریمہ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَ اَنْتُمْ سُکٰرٰی نہ نازل ہوئی۔ غرضیکہ رسول وہی کام کرتا ہے جس کا حکم دیا جاتا ہے جیسے خدا فرماتا ہے فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ جس کا حکم دیا جائے اُسکے برخلاف کچھ کہنا یا کرنا گستاخی ہے مدیس یہی وجہ تھی کہ مسیحؑ کے آسمان پر زندہ ہونے کا جو عقیدہ عامہ اہل اسلام میں رائج تھا اُسے کتاب میں لکھدیا گیا اور جب وحی الٰہی نے اُسے غلط ثابت کیا تو وہ غلطی ظاہر کر دی گئی)

مذکورہ بالا تقریر میں اُن تمام شکوک و شبہات کا ازالہ ہے جو اکثر لوگوں کو پیش آتے ہیں اور وہ کہا کرتے ہیں کہ فلاں فلاں حکم مرزا صاحب کیوں نہیں دیتے یا فلاں فلاں انتظام کیوں نہیں کرتے۔ ایڈیٹر۔

۲ ر اگست ۱۹۰۳ء

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کل نماز دیگر میں شامل جماعت ہوئے

دربار شام

ڈاکٹر عبد الستار شاہ صاحب اپنی رخصت گذار کر رخصت ہو نیوالے تھے اُنھوں نے حضور کو اس امر کی اطلاع دی **فرمایا** کہ خط و کتابت کا سلسلہ قائم رکھنا۔

ڈاکٹر صاحب نے یہ بھی عرض کی کہ اگر زندگی ہوئی تو باقی حصہ ملازمت کی میعاد کا گذار کر پھر قادیان میں مستقل رہائش انشاء اللہ اختیار کروں گا اسپر خدا کے برگزیدہ مسیح موعود نے فرمایا

کہ زندگی کے لمبا کرنے کا ایک ہی گُر ہے اور وہ یہ ہے جیسے کہ قرآن شریف میں لکھا ہے وَاَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ جو شے انسان کو زیادہ فائدہ رساں ہوتی ہے وہ زمین میں بہت دیر قائم رہتی ہے فرمایا کہ قریب ۲۰ سال کا عرصہ گذرا ہے کہ ایکدفعہ مجھے سخت بخار چڑھا یہانتک کہ مینے سمجھا کہ اب آخری دم ہے اور جب میرا یہ خیال قریب قریب یقین کے ہو گیا تو تفہیم ہوئی اَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ لیکن اُسوقت میں نہ سمجھ سکا کہ مجھسے کیا فوائد پہونچ رہے ہیں یا آیندہ پہونچیں گے آخر اُسوقت سے دیر کے بعد اب پتہ ملتا ہے کہ وہ کیا فوائد ہیں پس جو کوئی اپنی زندگی بڑھانا چاہتا ہے اُسے چاہیئے کہ نیک کاموں کی تبلیغ کرے اور مخلوق کو فائدہ پہونچاوے۔

جب خدا تعالیٰ کسی ایسے دلکو دیکھتا ہے جس نے مخلوق کے لیے فائدہ رسانی کا مصمم ارادہ کر لیا ہے تو وہ اُسے کبھی ضائع نہیں کرتا۔ قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ثُمَّ رَدَدْنٰہُ اَسْفَلَ سَافِلِیْنَ یہ بھی اسکی طرف اشارہ کرتی ہے مخلوق کو فائدہ رسانی کے بعد اور خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری کرنے سے انسان پر یہ کلمہ کہ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ صادق آتا ہے اور اگر وہ یہ نہیں کرتا ہے تو اسفل السافلین ہی میں رد کیا جاتا ہے۔ اگر انسان میں یہ باتیں نہیں ہیں کہ وہ خدا کے اوامر کی اطاعت کرے اور مخلوق کو فائدہ پہونچاوے تو پھر کتے بھیڑ بکری وغیرہ جانوروں میں اور اُسمیں کیا فرق ہے۔

دوسری بات یہ سمجھنی چاہیئے کہ اگر انسان خدا کی فرمانبرداری میں مر جائے تو جانے کہ اُسنے بڑی عمر حاصل کر لی ہے کیونکہ بڑی عمر کا اصل مدعا جو یہ تھا کہ مخلوق کو فائدہ پہونچا کر اور خدا کے اوامر کی اطاعت کرکے اپنے مولیٰ کو راضی کرے وہ اُسنے حاصل کر لیا اور مرتے وقت اُسکے دل میں کوئی حسرت نہیں رہی۔

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ اگر انسان نیکی نہ کر سکے تو کم سے کم نیکی کی نیت ہی رکھے کیونکہ ثمرات نیتوں پر موقوف ہیں اگرچہ اُسے اُس نیکی کرنے کا موقع نہ ملے لیکن اگر اُسکی نیت مصمم ہوگی تو اُسے اُس نیکی کا اجر ملجائے گا۔ اور نیت رکھنے والے کو خدا تعالیٰ توفیق بھی دیدیتا ہے ہر ایک قسم کی توفیق اللہ تعالیٰ سے ہی ملتی ہے انسان اپنی سعی سے کچھ نہیں کر سکتا جبتک کہ خدا تعالیٰ کا فضل نہ ہو اور حصول فضل کے لیے اقرب راہ یہ ہے کہ دعا کرے رہی یہ بات کہ جبتک خدا کا فضل نہ ہو تو دعا میں بھی عاجزی نہیں کر سکتا۔ اسکے لیے اُسے چاہیئے کہ دعا کرے اور اگر دعا کو دل نہ چاہے اور پورا خشوع خضوع دعا میں حاصل نہ ہو تو اُسکے حصول کی واسطے ہی دعا کر اور اس بات سے ابتلا میں نہ پڑے کہ میری دعا تو صرف زبان پر ہی ہوتی ہے دل سے نہیں نکلتی۔ دعا کے جو لفظ ہوتے ہیں اُنکو [illegible] ہی کہتا رہے آخر استقلال اور صبر سے ایک دن دیکھ لیگا کہ زبان کے ساتھ اُسکا دل بھی شامل ہو گیا ہے اور عاجزی وغیرہ لوازمات دعا میں پیدا ہو جاوینگے۔ پس ہماری نصیحت یہی ہے کہ ایسی حالت میں بھی استقلال رکھے اور گھبرا نہ جاوے اگر دعا سے دل میں قبض ہو تب بھی دعا کرے اور رقت حاصل کرے کیونکہ رقت کے وقت دعا قبولیت کے بہت قریب ہوتی ہے۔

رد نصاریٰ۔ عیسائی اس قول میں کہ مسیح صلیب پر فوت ہو گئے بہت بھٹکے ہیں کیونکہ مسیحؑ نے تو بہت تضرع کی تھی اور جب اُنکو یہ خیال دامنگیر ہوا کہ میں مر جاؤنگا تو اُسپر بہت روئے اور تقویٰ سے کام لیا اسلیے خدا تعالیٰ نے اُنکی موت کو غشی سے بدلدیا حدیث شریف میں بھی ذکر ہے کہ مسیحؑ کے تقویٰ کی وجہ سے اُنکی دعا سُنی گئی اگر یہ مان لیں کہ مسیح صلیب پر فوت ہو گئے تو پھر اُنمیں اور دوسرے لوگوں پر جو کہ ساتھ ہی صلیب پر لٹکائے گئے کیا فرق ہوا اُنھوں نے بھی دعا کی اور مسیح نے بھی کی اگر انجام دونوں کا ایک ہی ہے تو پھر امتیاز کیا۔ پس ضرور ہے کہ مسیحؑ صلیب کی موت سے بچے اور اُنکی دعا قبول ہوئی ورنہ پھر کوئی فرق اُنمیں اور دوسرے مصلوبوں میں نہ ہوگا۔ بات یہی ہے کہ حضرت مسیح پر قضا و قدر آ پڑی تھی جیسے کہ دوسرے تمام انبیا مثل ابراہیم وغیرہ پر ایسے وقت ابتلا کے آتے رہے ایسے ہی مسیح پر وقت آیا اور اس قسم کا وقت در اصل ایک موت ہی ہوتی ہے اور اس موت کے بعد پھر ایک ترقی ہوا کرتی ہے

صوفیوں نے لکھا ہے کہ ہر ایک انسان کے لیے باب

الموت کا طے کرنا ضروری ہے اسپر ایک قصہ بھی ہے کہ ایک شخص کے پاس ایک طوطا تھا جب وہ شخص سفر کو چلا تو اُسنے طوطے سے پوچھا کہ تو بھی کچھ کہہ طوطے نے کہا کہ اگر تو فلاں مقام پر گذرے تو ایک بڑا درخت ملیگا اُسپر بہت سے طوطے ہونگے اُنکو میرا یہ پیغام پہونچا دینا کہ تم بڑے خوش نصیب ہو کہ کھلی ہوا میں آزادانہ زندگی بسر کرتے ہو اور ایک میں بدنصیب ہوں کہ قید میں ہوں وہ شخص جب اُس ...... درخت کے پاس پہونچا تو اُسنے طوطوں کو وہ پیغام پہونچایا اُنمیں سے ایک طوطہ درخت سے گرا اور پھڑک پھڑک کر جان دیدی اُسکو یہ واقعہ دیکھکر کمال افسوس ہوا کہ اُسکے ذریعہ سے ایک جان ہلاک ہوگئی مگر سوائے صبر کے کیا چارہ تھا جب سفر سے وہ واپس آیا تو اُسنے اپنے طوطہ کو سارا واقعہ سنایا اور اظہار غم کیا یہ سُنتے ہی وہ طوطہ بھی جو پنجرہ میں تھا پھڑکا اور پھڑک پھڑک کر جان دیدی یہ واقعہ دیکھکر اُس شخصکو اور بھی افسوس ہوا کہ اُس کے ہاتھ سے دو خون ہوئے آخر اُسنے طوطہ کو پنجرہ سے نکالکر باہر پھینک دیا۔ تو وہ طوطہ جو پنجرہ سے مردہ سمجھکر پھینکدیا تھا اُڑ کر دیوار پر جا بیٹھا اور کہنے لگا کہ دراصل نہ وہ طوطہ مرا تھا اور نہ میں۔ مینے تو اُس سے راہ پوچھی تھی کہ اس قید سے آزادی کیسے حاصل ہو سو اُسنے مجھے بتایا کہ آزادی تو مر کر حاصل ہوتی ہے پس مینے بھی موت اختیار کی تو آزاد ہو گیا

غرضکہ انسان کے لیے بھی ایک پنجرہ ہے جسے نفس امارہ کہتے ہیں اس پنجرہ سے بھی وہ نہیں نکل سکتا جبتک کہ موت کو قبول نہ کرے قرآن شریف میں ہے وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ۔ یہاں یقین سے مراد موت ہے کہ اپنے رب کی یہانتک عبادت کرے کہ موت آ جاوے اور اُسے ایک نئی زندگی حاصل ہو۔

اسپر ایک اعتراض یہ ہوتا ہے کہ کیا ایسی موت کے آنے کے بعد انسان عبادت نہ کرے اور بیشک یہ تو نہیں ہے مطلب تو اسکا جواب یہ ہے کہ اس موت کے بعد یعنی جیسا کہ انسان نفس امارہ سے جنگ کر کے اُسپر غالب آجاتا ہے اور فتح پالیتا ہے تو پھر عبادت اور نیک اعمال کا بجالانا اُسکے لیے ایک طبعی امر ہے جیسے انسان بلا تکلف میٹھی میٹھی مزہ دار چیزیں کھاتا رہتا ہے اور اُسے لذت آتی رہتی ہے ایسے ہی بلا تکلف نیک اعمال اُس سے سرزد ہوتے رہتے ہیں اور اسکی تمام لذت اور خوشی خدا تعالیٰ کی عبادت میں ہوتی ہے اور جبتک وہ نفس سے جنگ کرتا رہتا ہے تبھی تک اُسے ثواب بھی ملتا ہے لیکن جب اُس نے موت حاصل کر لی اور نفس پر فتح پالی تو پھر تو جنت میں داخل ہو گیا اب ثواب کا ہے کا یہی وہ جنت ہے جو انسان کو دنیا میں حاصل ہوتی ہے اور قرآن شریف میں دو جنتوں کا بیان ہے جیسے کہ لکھا ہے وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ یعنی جو کوئی اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اُسکے لیے دو جنتیں ہیں ایک دنیا میں اور ایک آخرۃ میں۔ دنیا والی جنت وہ ہے جو کہ اس درجہ کے بعد انسان کو حاصل ہو جاتی ہے اور اس مقام پر پہونچکر انسان کی اپنی کوئی مشیت نہیں رہتی بلکہ خدا تعالیٰ کی مشیت اسکی اپنی مشیت ہوتی ہے اور جیسے ایک انسان کو خصی کر کے چھوڑ دیا جاتا ہے تو وہ زناکاری وغیرہ حرکات کا مرتکب ہی نہیں ہو سکتا ویسے ہی یہ شخص خصی کر دیا جاتا ہے اور اُس سے کوئی بدی نہیں ہو سکتی۔

ایک صاحب نے اپنی چند ایک تکالیف کا بیان کیا اسپر فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کوئی آسمانی سلسلہ قائم کرتا ہے تو اُسپر ابتلا بھی آتی ہیں ایسی حالت میں چاہیے کہ انسان فرمانبردار ہو جائے اور صبر سے اُسے برداشت کرے جس سے اُسکے مراتب میں ترقی حاصل ہو ابتلا کا آنا بہت ضروری ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے

أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتلا ضروری شے ہے اسکے بغیر ایمان کا کیا حال معلوم ہو سکتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہ پر کیسے کیسے ابتلا آئے اور کس جوانمردی اور ہمت سے انھوں نے برداشت کیے لیکن اس کے عوض میں خدا تعالیٰ نے بھی کیسے کیسے درجات انکو عنایت کیے انسان چونکہ جلد باز ہوتا ہے اسلیے خدا کے ابتلا سے وہ گھبرا جاتا ہے مگر وہ نہیں جانتا کہ صبر کے کیا کیا ثمرات ہیں جو اُسے ملنے والے ہیں اسلیے صبر کرنا بہت ضروری ہے۔

ایک شخص نے بیان کیا کہ میرا ساتھی صرف اسلیے مرتد ہو گیا کہ اُسے جماعت میں داخل ہونیکے بعد تکالیف پہونچیں۔

فرمایا کہ ایک وہ زمانہ تھا کہ تلواروں سے ڈرایا جاتا تھا اور وہ لوگ اسکے مقابلہ پر کیا کرتے تھے رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ لیکن آجکل خدا تعالیٰ کا فضل ہے نہ کوئی تلوار ہے نہ کچھ اور تکلیف ہے

بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ اس سلسلہ میں داخل ہونیکے لائق نہیں ہوتے مگر خدا تعالیٰ انکو اسلیے داخل کر لیتا ہے کہ قیامت میں جب وہ اپنے ساتھی کو بہشت میں دیکھیں تو انکو حسرت ہو کہ اے کاش ہم کیوں نہ اسکے ساتھ ایمان لائے۔ ہر ایک نبی پر اس قسم کے مشکلات آتے ہیں اور اسکے پیرووں پر بھی آتے ہیں اگر وہ اُسوقت صبر کریں اور استقلال رکھیں تو انکو بڑا ثواب اور درجات حاصل ہوتے ہیں۔

یہ بات ہمارے سا تھ کوئی خصوصیت نہیں رکھتی کہ ہمارے تابعین سے کوئی مرتد ہو گیا بلکہ اکثر انبیا کے تابعین مرتد ہوتے رہے ایسی بدقسمت مرتدوں پر دو چند عذاب ہوگا ایک تو اسلیے کہ ایمان کے بعد مرتد ہوے دوسرے اسلیے کہ وہ بہشت کے پاس پہونچکر پھر واپس ہوتا ہے

تم ایک جماعت ہو کہ جسنے بیعت کیوقت اقرار کیا ہے کہ **دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے** پھر کسیکی دھمکی سے ہرگز تمکو ڈرنا نہ چاہیے کیونکہ اس اقرار سے تم دنیا کی آلائشیں چھوڑ چکے ہو اب تمکو صادقوں کی طرح ثابت قدم رہنا چاہیے خدا تعالیٰ صادقوں کے ساتھ ہوتا ہے اور انکو بڑے بڑے درجات عطا کرتا ہے **جو صادق نہیں ہے وہ اس سلسلہ سے ضرور خارج ہو کر رہے گا** خواہ آج ہو خواہ کل۔

مخالفوں کے پیچھے نماز نہ پڑھو کیونکہ وہ جان بوجھکر دشمنی کرتے ہیں اور حق کے خلاف کرتے ہیں۔ جماعت کے امام کو تو مومن ہونا چاہیے اور یہ اُلٹے مکفر ہیں پس یہ کیسے مستحق ہیں کہ امام بنیں اگر یہ جائز ہوتا کہ مسلمانوں کی نماز کا امام کافر منافق ہو تو پھر صحابہ کرام نے کیوں مخالفوں کے پیچھے نماز نہ پڑھی۔ جبحال میں یہ لوگ ہمیں نہیں مانتے تو پھر ہمارے مکفر و مکذب ہی ہیں خواہ کہیں خواہ نہ کہیں۔

مکتوب حضرۃ امام الزمان

فاضل امروہی کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی محبی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عنایتنامہ پہونچکر آپکی محبت اور اخلاص اور اعتقاد پر اس امتحان کیوقت میں خبر پاکر نہایت درجہ کی خوشی ہوئی خدا تعالیٰ آپکو اس سے بھی بڑھ کر استقامت بخشے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی بار بار اپنے خطوط میں اپنی مخالفت کا اظہار کر رہے ہیں مینے مولوی صاحب کو لکھا تھا کہ آپ اول ایک جلسہ علماء کا کر کے بعض شکوک اپنے تحریری طور پر پیش کیجیے اور اسی جلسہ میں تحریری طور پر آپکو جواب دیا جائیگا اور وہ دونوں تحریریں عام لوگوں کو سنا دیجائیں گی اگر یہ طریق شافی و کافی نہیں ہوگا تو پھر آپ اشاعۃ السنہ میں درج کریں بالمواجہ گفتگو میں ایک خاص برکات ہوتے ہیں جو اُس مخالفانہ تحریر میں ایک باقی الہام کا مخالف نہیں پا سکتا جو ایک گوشہ میں بیٹھکر کوئی یکطرفہ تحریر کرنا چاہتا ہے لیکن مولوی محمد حسین صاحب ایسے جلسہ کو قبول نہیں کرتے لیکن اپنے طور پر اپنی مخالفت عام طور پر مشہور کر رہے ہیں اور رسالہ اشاعۃ السنہ میں اپنے خیالات کو تحریر کرنا چاہتے ہیں اس عاجز نے محض نیک نیتی سے سمجھایا کہ آپ بمقام امرتسر علماء کے جلسہ میں تحریری طور پر مجھ سے گفتگو کریں شاید خدا تعالیٰ آپکے دلکو راستی کیطرف پھیر دیوے وہ ہر چیز پر قادر ہے لیکن ابتک انھوں نے قبول نہیں کیا آج پھر

کسر صلیب

بائبل کہاں سے آئی

مذکورہ بالا ایک سوال ہے جس کا جواب خود عیسائیوں کے ایک فرقہ یونی ٹیرین نے دیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھوں سے جہاں اور اسباب کسر صلیب کے پیدا ہوئے ہیں اُنہیں سے ایک یہ بھی ہے کہ خود عیسائی لوگوں کے دلوں ہی سے اپنی مقدس کتاب کی عظمتہ اُٹھتی جاتی ہے اور وہ شہادت دے رہے ہیں کہ بائبل ایک کامل اور آسمانی کتاب ہرگز نہیں ہے۔

حال ہیں ہاپس صاحب نے جو کہ عیسائیوں کے فرقہ موحدین کے اعلیٰ ممبر ہیں بائبل کے ماخذ کی نسبت ذیل کے خیالات اظہار کیے ہیں۔

بائبل کہاں سے آئی اسکے بہت سے جواب دیے جاتے ہیں مگر ہم دو جواب یہاں درج کرتے ہیں کہ جنہیں افراط اور تفریط ہے اور ہماری رائے میں دونو جواب نامعقول ہیں اول جواب تو یہ ہے کہ بائبل محض ایک فسانہ ہے جو کہ اُن مکار اور حیلہ ساز پادریوں کی چالاکی کا نتیجہ ہے جنہوں نے خدا پر ایمان کا مسئلہ ایجاد کیا ہے۔ مگر جسکو اس مضمون کی اصلیت کا علم ہوگا وہ یہ نتیجہ نہ نکالے گا۔ بائبل خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو بہر حال اُن مضامین کی ایک کتاب ضرور ہے جنکے ہونے کا یہ دعویٰ کرتی ہے یعنی جنھوں نے اسے لکھا اُن کے ایمانیات کی ایک لکھی ہوئی تاریخ ہے اور اس سے بائبل کو صرف پادریوں کی ایجاد قرار دیا جا سکتا نام علم نہیں بلکہ جہالت اور احقاق حق نہیں بلکہ تعصب ہے

دوسرا جواب یہ دیا جاتا ہے جو کہ افراط کی طرف ہے یعنی بجائے اسکے کہ بائبل کو جھوٹھوں اور دغا بازوں کے ساختہ کا نتیجہ قرار دیا جائے اُسکے معاونین یہ کہتے ہیں کہ اسکا ہر ایک لفظ خدا تعالےٰ کی وحی ہے لیکن یہ جواب چاہتا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو سنجیدگی اور متانت سے اسپر غور کی جاوے۔

میں جانتا ہوں کہ بعض لوگ یہ بھی کہیں گے کہ خدا کے کلام میں تمکو عقلی دخل اندازی روا نہیں ہے اور خواہ تمھاری مرضی کے موافق یہ بات ہو یا نہ ہو لیکن تمکو یہ سب کچھ قبول کرنا چاہیے لیکن میں ایسی باتوں سے اتفاق رائے نہیں کرتا میں یقیناً جانتا ہوں کہ خدا نے مجھے اسلیے عقل دی ہے کہ میں اُسے استعمال کروں میرے خیال میں یہ امر حق ہرگز نہیں ہے کہ آنکھ بند کر کے اندھا دھند خدا کی شان کو مان لوں اور نہ اس سے کوئی شان ثابت ہوتی ہے عقل کو بیکار کرنیکے سے خدا کی تعظیم نہیں ہوتی بلکہ اُسکے برمحل استعمال سے یہ بات حاصل ہوتی ہے جب لوگ تمکو یہ کہیں کہ تم اپنی عقل کو ان معاملات میں مطیع کردو اور صحیح یا غلط جو تمکو ملے اُسے قبول کرتے جاؤ تو تمھارے لیے یہ جواب دینا موزون ہوگا کہ ہرگز نہیں۔ جو عقل مجھکو راہ نمائی کے واسطے دیگئی ہے میں اُسکا ستیاناس ہرگز نہ کروں گا۔ کیونکہ مجھے اپنی جواب دہی خود کرنی ہے اور اسلیے جو کچھ میرا خیال تھا میں نے مان اور سمجھ لیا ہے یہ ایک بہت مفید اور مدلل جواب ہوگا لیکن ایسا جواب دینے میں لوگ عموماً بزدل ہوتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اکثر غلط اور متضاد باتوں کو مان لیا جاتا ہے۔ پس ہمیں اس سوال کو داناؤں اور عقلمندوں کی روش پر دیکھنا چاہیے اور میں اُمید کرتا ہوں کہ اس امر میں آپ بھی مجھسے متفق ہونگے کہ آنکھیں بند کر کے مان لینا بہت ہی نادانی ہے۔

جب یہ حال ہے تو جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ بائبل کا ہر ایک لفظ وحی ہے اُنکی اس سے کیا مراد ہوتی ہے اگرچہ مجھکو بھی بائبل سے بہت محبت ہو لیکن ایسی کھلم کھلا ناممکن باتوں کا اسکی نسبت بیان کرنا تو گویا اسکی ہتک کرنی ہے۔ تم بھی جانتے ہو اور میں بھی واقف ہوں کہ بائبل میں بہت سی ایسی باتیں ہیں جو خدا اپنے بندوں کو وحی نہیں کیا کرتا مثلاً علمی باتیں بعض ایسی بتلائی گئی ہیں جنسے ہم کئی گونہ آگے بڑھے ہوئے ہیں اور پھر اخلاق اور گری ہوئی ادنیٰ درجہ کی اخلاقی باتوں کا تو حد و حساب ہی نہیں ہے یشوعا اور ججوں کی کتابیں تو وحشیوں کی جنگوں اور خطرناک قتل و غارت کی باتوں سے بھری پڑی ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بہت سے ظالمانہ کام خدا کے حکم سے کیے گئے۔ بھلا تم یقین کر سکتے ہو کہ یہ باتیں ٹھیک ہیں۔ لکھا ہے کہ خدا نے فرعون کا دل سخت کر دیا کیا ایک عادل اور رحیم خدا کی نسبت ایسی دل آزار بات کا آپ ایمان رکھ سکتے ہیں کہ وہ خود ہی ایک آدمی کے دلکو سخت کرے اور پھر اُسکے دل کی سختی پر اُسے عذاب دیوے۔ لیکن بائبل میں ایسا ہی لکھا ہے اور ایسی ہی صدہا مثالیں ہیں کہ ایک فہیم انسان کے لیے اُن کا بعینہ مان لینا محالات سے ہے۔ ایسی باتوں کا کیا جواب دیا جاوے۔ لیکن اگر ہم یہ مان لیں کہ بائبل کو اُن آدمیوں نے لکھا ہے جنھوں نے دنیا کی ابتدائی حالت میں غیر مکمل طور پر خدا کی اصلیت اور صفات کو سمجھا تو کوئی مشکل پیش نہیں آتی اُن بیچاروں نے اُس وقت کے خیال اور ضرورۃ کے مطابق اپنی سمجھ کے موافق لکھدیا نہ کہ قطعی الہام سے۔ اسبات کو سمجھ لینے سے ہر ایک مشکل حل ہو جاتی ہے لیکن اگر ایک لحظہ کے لیے یہ فرض کیا جاوے کہ بائبل کا ہر ایک لفظ الہامی ہے تو سیکڑوں مشکلات پیش آتی ہیں اور ناممکن باتونکو ماننا پڑتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے بائبل کے مصنفوں کو اُنکے خیالات کے قلم بند کرنے میں ویسی ہی مدد کی ہے جیسے کہ وہ ہماری کرتا ہے اور ہم اپنے خیالات کو اپنے ہی طریقہ میں لکھا کرتے ہیں

واقعات تو درست ہوتے تھے مگر اُن لوگوں کی اپنی رائے زنی اُن واقعات کی نسبت اکثر غلط ہوا کرتی تھی چنانچہ واقعات کی رو سے یہ کہنا تو ٹھیک ہے کہ فرعون کا دل سخت تھا لیکن یہ کہنا کہ خدا نے اُسے سخت کر دیا تھا ٹھیک نہیں ہے لیکن بائبل میں یہ دونوں باتیں دیکھی جاتی ہیں پس ایسی حالت میں ایک زیرک آدمی کہہ سکتا ہے کہ یہ مصنف کی اپنی رائے ہے اور میرا بھی حق ہے کہ اس واقعہ کی تحقیق کروں اور اپنی رائے لگاؤں بائبل میں لکھا ہے کہ خدا نے حکم دیا کہ خطرناک قتل ہو اور بیرحمی کی جائے اب اس مقام پر انسان پھر تامل کرے گا اور کہیگا کہ یشوعا اور ججوں کے نوشتوں کے مصنف گو قتل عام کے واقعات کی نسبت راستی پر ہوں لیکن ہم اس سے اتفاق رائے نہیں کرتے کہ خدا نے یہ حکم دیا ہو اب ہم خاص مسیح کی انجیل سے ایک واقعہ پیش کرتے ہیں وہاں لکھا ہے کہ بعض آدمیوں پر بھوتوں کا دخل تھا گذشتہ مفسرین کے لیے ان بھوتوں کا وجود بہت ہی بڑی غلطی اور آزار دہی کا باعث ثابت ہوا ہے اُنکی تحریروں سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بھی بائبل کے ہر ایک لفظ کے وحی ہونیکے قائل تھے مگر ان بھوتوں کے تصرفات کے بارہ میں اُنکو بھی حیرانی پیش آئی ہے۔ درحقیقت ابتک ایسے لوگ کثرۃ سے ہیں جنکا خیال ہے کہ بد روحیں خاص حالتوں میں اپنا اثر ڈال سکتی ہیں۔ خواہ کچھ ہی ہو اتنا تو ٹھیک ہے کہ ایسے لوگوں نے دیوانگی کی اصل حقیقت اور وجوہات کے سمجھنے میں سخت غلطی کھائی ہے اُنکا خیال تھا کہ دیوانے مرگی والے بہروں اور گونگوں پر پلید روحیں سوار ہوتی ہیں جنسے اُن کے حواس مارے جاتے ہیں۔

حقیقت میں یہ بات درست ہے کہ متی مرقس لوقا اور یوحنا اپنے ہمعصروں کی طرح جن اور بھوت وغیرہ پر اعتقاد رکھتے تھے اور یہ بھی مانتے تھے کہ لوگوں پر پلید روحیں آ کر سوار ہو جایا کرتی ہیں چنانچہ انکی انجیلوں نے بھی ایسا ہی بتلایا ہے لیکن یہاں بھی ہمیں اختیار ہے کہ ہم اصل واقعات کو مصنفین کی رائوں سے علحدہ کر کے دکھلاویں۔

باقی آیندہ

نیوگ اور طلاق

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر ۲۸ صفحہ ۲۲۰ جلد ۲

صاحبان آپ ہی غور کریں کہ ایک باحیا شرمیلی لڑکی جسنے عزۃ اور عصمۃ اور ہر طرح کے ناز و نعمت سے اپنے والدین کے ہاں پرورش پائی ہے اور جسمیں فطرتی عفت اور حیا کا ایسا مادہ پڑا ہوا ہے۔ کہ وہ غیر مرد کا چہرہ تک دیکھنے اور اُسکو مُنہ دکھانے سے پیدائیشی طور پر شرمندہ ہوتی ہے۔ اور جو باپ دادا کی لاج اور خاوند یعنی پتی کی پت ہے۔ اُسکو خاوند کے ہاں آکر کسی عارضہ کے بہانہ سے خاوند کے سوا غیر مردوں سے پرجا کر ہم بستری کرایا جانا ہمارے نزدیک مکروہ اور فحش حرکت ہے۔ پھر طرفہ یہ کہ ایک نہیں دو نہیں بلکہ کئی غیر مردونکو بیرج داتا سمجھکر اپنی حسین جوانی کا سارا حصہ اسی دھندے میں گزار دے۔ بھلا دس گیارہ بچوں کے پیدا ہونیکی عمر تک عورت کا جوانی میں سے کیا باقی رہتا ہے؟ ہمارا اعتراض نیوگ پر اسی لیے تو ہے۔ کہ انسانی فطرت اور کانشنس اور عقل اور دیگر تمام مذاہب کے فرقے اسکے جواز کو قبول کر ہی نہیں سکتے ہمکو اسکے لیے عمیق دلائل کی ضرورت نہیں ساری دنیا کا اسمیں اتفاق پایا جاتا ہے۔

اے آریہ ورت کی لج اور پت رکھنے والے لوگو! کیا تم یہ پسند کر سکتے ہو کہ تمھاری پیاری پاعصمت بہو بیٹیاں ان نیوگی بہانوں سے غیر مردوں سے اپنی عصمتوں کو داغ لگوائیں۔ اور والدین کے سہیڑے خاوندوں کے سوا انکی زندگی میں کئی دوسرونکو خاوند بنائیں؟ ہرگز نہیں! ہرگز نہیں!! سوائے آریہ صاحبان اس نیوگ کا کوئی قائل نہیں۔ اور انکی فطرتیں اور نور قلب بھی اس حد تک عمل کر رہا ہے کہ وہ اسپر بظاہر ایمان تو رکھتے ہیں۔ مگر عملی طور پر اپنی بھاگوان استریوں کو نیوگ کرانے سے شرم کرتے ہیں ایبات سے اُن کے دل خود اُنھیں ملامت کرتے ہیں۔ اس وقت جہانتک ہمیں معلوم ہو سکا ہے۔ ہمیں آریہ صاحبان میں سے کوئی ایسی جماعۃ نظر نہیں آتی جس نے اپنی استریاں کو علی الاعلان اس ویدک حکم کی تعمیل کے لیے بیرج داتاؤں کے سپرد کیا ہوا اور اُن کے نطفوں سے اولاد حاصل کی ہو جن ضروریات کے وقت نیوگ ہو سکتا ہے۔ وہ ایسی عام ہیں۔ کہ اُن سے بہت گھرانے خالی ہوتے ہیں۔ اور یہ ضروریات ایسی ہیں جن کی تلافی بروے آریہ مت بجز نیوگ کے اور کسی طرح ہونی مشکل ہے۔ جبکہ شادی کی طرح نیوگ کے لیے بھی اعلان کا حکم ہے۔ اور بیسیوں آریہ دوستونکی شادیوں میں ہمکو شریک ہونے کا موقعہ ہوا ہے۔ بیسیوں شادیاں ہمارے سامنے ہوتی ہیں۔ جن سے ہم خوب واقف ہو جاتے ہیں۔ لیکن ایک واقعہ نیوگ کے اعلان کا ہم نے نہ سنا اور نہ دیکھا ہے۔ پس اسکے معنے سوائے اسکے اور کیا ہو سکتے ہیں۔ کہ صرف مُنہ سے کہنے اور طبع آزمائی کرنیکے لیے آریہ صاحبان اس مسئلہ کو پیش کرتے ہیں۔ اور در واقعہ میں اُنکی کانشنس انھیں اُسکے نقصانات سے متنبہ کرتی اور ملامۃ کرتی ہے اور وہ اس لیے باوجود پیچیدہ کوششوں کے اور دوسرونکو اپنے اس فعل میں کسی نہج سے ملزم اور شریک کرنیکا ارادہ کرنے کے بھی ابھی تک قابل عملدرآمد نہیں مانتے۔ اور اس عمل سے یہ دستاویز دیتے ہیں۔ کہ گویا اُن کے نزدیک بھی وید کے مسائل نا قابل عمل ہیں +

اس سے بڑھکر اور کونسی بُری بات ہوتی ہے۔ کہ انسان ایکبات مُنہ سے تو کہے پر اُسپر عمل نہ کرے۔ جسکی کہنے کے ساتھ کرنا نہ ہو وہ عمل قالب بیجان ہوتا ہے اسیطرح ویدک مسائل اپنی کتاب کو بیجان بنا رہے ہیں۔ ہمارے خیال میں پنڈت دیانند صاحب نے اس وجہ سے اس مسئلہ کو لکھا کہ وہ مجرد رہے اور انکو اُس لج اور پت اور سچی غیرت اور حقیقی پاس عزۃ کے تجربہ سے کچھ بہرہ حاصل نہ تھا۔ جو ایک شریف گھرستی کو اپنی استری اور بہو بیٹیوں کی نسبت ہوا کرتا ہے نتیجہ انکی اپنی بیوی نہ تھی اس لیے انھیں ایبات کی ایک ضرورۃ تھی۔ کہ دوسری استریوں سے ہی اولاد حاصل کرتے۔ مگر اُن کے متبرک نیوگی نطفہ سے کسی بھاگوان دھرمیک شری متی عورۃ نے نہ تو خود فائدہ اُٹھایا۔ اور نہ ہی سوامی دیانند سرستی جی کے لیے اولاد یادگار پیدا کی۔ نہ ہی سوامی جی نے اپنے اقارب اور خاندان اور مریدوں میں نیوگ کو کراکے نمونہ قائم کیا۔ وہ ہادی قوم ہی کیا ہوا جس نے اپنے مسائل پر عمل کر کے متبعین کے لیے نمونہ نہیں چھوڑا۔ گو برہمچاری ہونا ایک عذر پیش ہو گا مگر ایسے شخص کی حالت میں یہ عذر قابل سماعت نہیں ہو سکتا کیونکہ اُن کے افعال کے پاک نمونہ اور مثال پر قوم کے اخلاق کی بنیاد قائم تھی۔ اُنکے بعد پنڈت لیکھرام جیسے مشہور ویدک مت کے حامی کے ہاں ہمیں معلوم ہے۔ باوجود استری ہونے اور اولاد نرینہ نہ ہونیکے سبب سے ضرورت نیوگ واقعہ ہونیکے یہ بات ثابت نہیں کہ اُنھوں نے اپنے گھر میں نیوگ کرایا ہو۔ انکے علاوہ ہزارہا معزز آریہ صاحبان ایسے موجود ہیں۔ جن کے ہاں کسی نہ کسی پیرایہ میں نیوگ کی حاجات نے گھر کیا ہوا ہے لیکن انکا نیوگ کرانا بھی کبھی اعلان نہیں کیا گیا۔ دنیا میں کسی مذہب کا آدمی ہو اُسپر کوئی مسئلہ بغیر عملدرآمد کے حجت نہیں ہو سکتا۔

یہ تمام باتیں ایبات کا ثبوت دے رہی ہیں۔ کہ آریونکو ابھی تک سچا انسانی فطرتی حیا اور حقیقی غیرت اس فعل کے ارتکاب سے بملامت باز رکھے ہوے ہے۔ اسطرح یہ مسئلہ اُن کے مسلمات میں داخل نہیں رہتا۔ چونکہ مدار بحث مسلمات پر رکھا گیا تھا۔ اسلیے ہم آریہ بھائیوں سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ ہمکو ایبات کا اطمینان دلانے کے لیے کہ آپ اُسپر عملدرآمد بھی کرتے ہیں۔ اور آپکے مسلمات میں عملی طور پر بھی اسکو دخل ہے۔ ایک فہرست ایسی پیش کریں جنمیں دو تین سو ایسے معزز مردوں کے نام درج ہوں جنھوں نے گذشتہ دس سال میں اپنی استریوں کو دوسروں سے نیوگ کرایا ہو۔ اسی طرح دو تین سو بیرج داتاؤں کے نام اور اسی طرح دو تین سو ایسی استریوں کے نام جنھوں نے نیوگ کے ذریعہ سے اولاد حاصل کی ہو۔ اور اسی طرح دو چار سو نیوگ زادہ بچوں کے نام اس فہرست میں درج فرمائیں۔ اس فہرست کی ہمکو اسلیے ضرورت ہے کہ ایک تو ہمیں آپکی طرف سے اسپر عملدرآمد کا اطمینان ہو جائے گا۔ دوسرے نیوگ کے فوائد اور نقصانات کو حسی اور شہودی طور پر تحقیقات کر کے تسلی کر لیں گے۔ اور ایسا تو بھی دیکھ لیں گے۔ کہ اس بابرکت سلطنت کے ماتحت اس نیوگ کے اجراء سے امن عامہ کیسے قائم رہ سکتا ہے۔ اور حقوق کی حفاظت کسطرح ہو سکتی ہے۔

درحقیقت آریہ صاحبان غور اور انصاف سے دیکھیں کہ جب تک وہ اسطرح سے عملی طور پر نیوگ کے نمونے نہ دکھاویں اُس وقت تک کوئی اور بحث مقدم نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ تو اپنے فعل اور عمل سے ایبات کی دستاویز ہمارے ہاتھ میں دے رہے ہیں کہ اُنکی فطرت اور کانشنس مجبور کر کے اُنسے وہ بات کرا رہی ہیں جو ہم کہتے ہیں۔ اور عملی طور پر انھیں باتوں سے اتفاق رکھتے ہیں۔ جو ہم پیش کرتے ہیں۔ گو مُنہ سے شرم کے مارے مانتے نہیں ہمنے کثرۃ سے ایسے آریہ دوستوں کے مُنہ سے اس نیوگ کی نفرت سُن چکے ہیں۔ آریوں کا وید پر ایمان بھی اُسی وقت متحقق ہو سکتا ہے۔ جب وہ اسکے مسائل پر اسی طرح عمل کریں کہ اُنکے دلوں میں کوئی وسوسہ اور حرج واقعہ نہ ہو ورنہ اُنکا وید پر ایمان ثابت کرنا ہی مشکل ہوگا۔

نیز آریہ صاحبان کا یہ جواب کہ چونکہ موجودہ بیاہ وید کے مطابق نہیں ہیں اسلیے نیوگ نہیں کرایا جاتا۔ لیکن عنقریب وہ زمانہ آنیوالا ہے کہ جب تمام بیاہ وید کے مطابق ہوا کرینگے۔ اور پھر تمام آریہ قوم میں بے دریغ اور علی الاعلان نیوگ کا رواج دیا جائیگا۔ کمزور حیلہ ہے۔ جو بیاہ قواعد کے مطابق نہیں ہوتے اُنسے ویسی ہی اولاد پیدا ہوتی ہے جو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۲۰ سے نتیجۃً مفہوم ہو سکتی ہے۔ یہ ایک ایسا نامعقول جواب ہے کہ جس سے تمام اولاد ہی ناجائز قرار پاتی ہے اور ہم ایبات پر افسوس کرتے ہیں کہ ایسے جواب دینے کیوقت اس بُرے نتیجہ کا خیال نہیں کیا گیا۔ اور تمام قوم کے سر پر اس قدر مکروہ الزام برداشت کرایا گیا +

ہم لوگ جس بات پر ایمان رکھتے ہیں اُسپر عمل کرنے سے ہمیں تامل نہیں ہوتا۔ اور روز روشن میں اُسپر عمل کرتے ہیں۔ طلاق ہی کی طرف دیکھلو کہ اگر اُسپر ایمان ہے تو عملی طور پر ہم سینکڑوں نمونے مسلمانوں میں پیش کر سکتے ہیں۔ جنھوں نے اپنی اپنی ضروریات کے مطابق طلاق دیا۔ اور لیا۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ عقل سلیم اور فطرت انسانی اور علوم صحیحہ خود اسکی ضرورت کے استقبال کے لیے طیار ہیں۔ جب انسان کی ایک ہڈی یا عضو کسی عارضہ میں مبتلا ہو کر سڑ اور گلجائے اور اسمیں اس قسم کے زہریلے مواد پیدا ہو جائیں جن کے پھیلنے سے انسان کی جان جانے کا خطرہ لاحق ہو تو حاذق اور عقلمند اور سچا خیر خواہ ڈاکٹر اسکو تن سے کاٹکر علیحدہ کر دے گا پھر اُسکے ساتھ اُس وجود کو کوئی تعلق نہیں رہتا۔ اسی طرح ایک خشک ٹہنی کو ثمردار درخت سے کاٹکر جدا کر دیا جاتا ہے کر اور وہ اُس درخت کا حصہ نہیں رہتی۔ یہی حال مرد اور عورت کا ہے۔ جب کسی میں اس قسم کی خطرناک زہر پیدا ہو جائے کہ وہ دوسرے کی ذات اور خاندان کے اخلاق اور عزت و آبرو اور راحت کی ہلاکت اور تباہی کا موجب ہو تو اس کو علحدہ کر دینا ہی عقلمندی کا کام ہے۔ یا جب ایسی صورت واقعہ ہو کر فریقین کے طبائع میں باوجود صحت قوای روحانی اس قسم کی کراہت واقعہ ہو گئی کہ حدود اللہ قائم نہ رہ سکیں تو پھر علیحدگی ہی معقول علاج ہے۔ یہ کیسی بیہودہ بات ہے کہ عورت فاحشہ ہو جائے خاوند کی عزت و آبرو کھو دے۔ اُس کے ساتھ بدزبانی کرے۔ اُس کے ہلاک کرنے کی فکر میں رہے تو وہ مرد اسکو بھی سکھائے کہ اُسکو خرچ دیے جائے۔ اور قطعی طور پر اس بلا سے نجات نہ پاؤ۔ اس سے تو انسان اسقدر ہموم اور غموم میں مبتلا رہتا ہے کہ اسکو راحت اور آرام تا زیست حاصل کبھی نہیں ہو سکتا جس شخص کا زہر پھیلا نیوالا گلا سڑا عضو علحدہ نہیں کیا جاتا وہ تو جلد ہلاک ہو جاتا ہے۔

آریہ صاحبان جب تک نیوگ کے عملی نتائج ہمارے مطلوبہ طریق میں نہ دکھلادیں۔ اُسوقت تک اُنکو دوسری قوم کے اُن مسائل پر جنکو وہ عملاً کرتے اور ایماناً مانتے ہیں از روے انصاف اور حق جزئی اعتراض کرنے کا حق حاصل نہیں ہو سکتا۔

ہم آریہ صاحبان کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ جسوقت بحث منظور فریقین ہوئی تھی اُسوقت ہمارے سید و مخدوم حضرت **میرزا غلام احمد صاحب مسیح موعودؑ** کے مبارک ہم کا کوئی تذکرہ درمیان میں نہ تھا چنانچہ لالہ کانشی رام صاحب وید نے جلسہ ڈیبیٹنگ کلب میں اعلان کر دیا کہ ہم احمدی جماعت کے ساتھ تحریری بحث کرنیکو طیار ہیں۔ نہ تو اعلان کے وقت اور نہ کسی چٹھی میں ہی آریہ صاحبان نے لکھا کہ وہ درحقیقت حضرت میرزا غلام احمد صاحب کو بحث کے لیے بُلاتے ہیں۔

آریہ صاحبان نے ہمارے دوسرے اشتہار کے بعد یہ بات بنائی کہ "خود میرزا غلام احمد صاحب اعتراضات اور جوابات لکھکر ارسال فرمائیں"۔ یا کم از کم اسقدر واضح ہونا ضروری ہے کہ دراصل میرزا صاحب کے ہی اعتراضات اور جوابات کا تمام لُب لباب ہے"۔ ہم انکی اس بات کو ماننے کے لیے طیار ہیں۔ لیکن ناظرین جانتے ہیں کہ احمدی قوم کے دو لاکھ انسان جن کے ساتھ آریہ صاحبان نے مباحثہ تحریری منظور فرمایا ہے حضرت ممدوح کے سچے دل سے غلام ہیں۔ اور حضرت ممدوح اس قوم کے ایسے امام اور پیشوا ہیں کہ انکا ساختہ پرداختہ ساری قوم کا ساختہ پرداختہ ہے۔ بلکہ اس قوم کو یہی تو فخر ہے کہ اُسکے ساختہ پرداختہ پر علی وجہ البصارت ایمان رکھے اور عمل کرلے۔ پس اسکے مقابل میں آریہ صاحبان کی طرف سے بھی ایسی ہی مسلمہ ریپریزنٹیشن ہونی ضروری ہے۔ اسکے لیے ہم پہلے اشتہار میں آریہ صاحبان کی توجہ خاصکر اس امر کی طرف متوجہ کر چکے ہیں۔ آریوں کی طرف سے ایسی ریپریزنٹیشن دو طریق سے ہو سکتی ہے۔

(۱) یا تو وہ سارے ہندوستان میں سے کسی ایسے مقتدر صاحب کو پیش کریں جو انکی ساری سماجوں کا ایسا ہی پیشوا ہو جیسے کہ حضرت مرزا صاحب اپنی ساری قوم کے پیشوا ہیں۔ اور جس کا ساختہ پرداختہ ساری قوم آریہ پر اسی طرح حجت اور قابل عمل ہو جیسے حضرۃ مرزا صاحب کا ساختہ پرداختہ اُنکی قوم کے لیے ہے۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ اگر کوئی ایسا آدمی میسر نہ آوے تو کم از کم اسقدر ہونا ضروری ہے کہ جو شخص اس مباحثہ کے لیے نکلے اُسکو تمام آریہ سماجوں کی طرف سے تحریری اختیار دیا جاوے کہ اُسکا ساختہ پرداختہ تمام قوم پر حجت اور قابل عمل ہوگا۔

ناظرین خود ہی انصاف کریں کہ کیا قومی وجاہت اور امامت کے لحاظ سے سکرٹری آریہ ڈیبیٹنگ کلب لاہور کا ساختہ پرداختہ ساری آریہ قوم پر اسی طرح حجت ہو سکتا ہے جسطرح احمدی قوم پر حضرت اقدس جناب مرزا غلام احمد صاحب مسیح و مہدی آخر الزمان کا ساختہ پرداختہ حجت ہے؟ اس لیے قبل اس کے ہم اپنے مقدس امام حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے حضور میں اس امر کو گذارش کریں آریہ بھائیوں کی خدمت میں بادب اس درخواست کو پیش کرتے ہیں کہ ایک تو وہ فہرستیں معہ **اُن نیوگ کنندگان** **اور نیوگ زادگان** وغیرہ کی طلب کی گئی ہیں جنھوں نے حسب قواعد وید علانیہ طور پر نیوگ کیا ہو مشتہر کریں دوسرے ایسے صاحب کو بحیثیت وکیل کل آریہ سماج ہائے ہندوستان پیش کریں جس کا ساختہ پرداختہ اُسی طرح کل قوم آریہ کو منظور و قبول ہو جسطرح حضرت اقدس مرزا صاحب موصوف علیہ السلام کا ساختہ پرداختہ احمدی قوم کو منظور و قبول ہے۔ ان امور کا آریہ صاحبان کی طرف سے تسلی بخش طریق میں انتظام ہو جانیکے بعد ہم حضرت اقدس ممدوح کے حضور میں عرض کرینگے۔

المشتہر خاکسار معراج الدین عمر احمدی عفی عنہ
جائنٹ سکرٹری انجمن فرقانیہ لاہور۔

مراسلہ
فیض احمدی

مکرم بندہ ایڈیٹر صاحب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک معجزہ عرض کرتا ہوں درج اخبار فرماکر مشکور فرما دیں۔ ہمارے گاؤں میں طاعون نمودار ہوئی۔ اور جس محلہ میں آئی جو اسمیں گرفتار ہوا کوئی نہ بچا۔ ایک لڑکا علی محمد نام جسکی عمر ۱۱ سال بیمار ہوا اُسکی حالت مجھے بیان کرتے ہوئے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں تپ اُسکو قریباً ایکسو دس درجہ کا تھا۔ اور گلٹی ران میں نمودار تھی اُسکو اپنے وجود کی کچھ خبر نہ تھی بلکہ وہ آدمی کو پہچان نہیں سکتا تھا۔ اور عام لوگ خیال کرتے تھے کہ مر گیا اور سرسام بھی تھا اُسکی والدہ کا بھی قریباً ویسا ہی حال تھا فرق صرف اتنا تھا کہ اُسکی نظر بدستور قائم تھی باقی ہوش و حواس باختہ تھے لڑکے کی نظر بھی بہت کم ہو گئی تھی۔ جب وہ میرے پاس آئے کہ اسکا کچھ علاج کر دیں اور منشی خدا بخش احمدی دونوں بیٹھے ہوئے تھے ہمنے کہا کہ ہم حکیم نہیں ہیں صرف حضرۃ مسیح موعود علیہ السلام کا ظاہری نشان دکھلاتے ہیں۔ میں جو عید پر حضرت قادیان شریف آیا تھا اُسوقت کا ایک صافہ موجود تھا ہر دو مریضان کی گلٹی پر باندہ دیا مریضان کو کچھ خبر نہ تھی اور انکے گھر والوں کو کہا گیا کہ تم اپنے صدق دل سے خدا کے برگزیدہ مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کر دو۔ انھوں نے مان لیا اور میں نے خدا کے آگے دعا کی کہ اگر ہمارا مسیح سچا ہے تو شفا دے مخالف ہنسی کرتے تھے اور اُسکے گھر میں چیخنے چلانیکی آوازیں آنے لگیں میں خود دیکھنے گیا معلوم ہوا کہ یہ کہہ رہا تھا کہ میں قادیان شریف میں ہوں حضرۃ اقدس کے دربار میں حاضر ہوں حضرۃ فرماتے ہیں کہ تجکو گیارہ دن تک تکلیف ہے۔ اور سبز کدو اپنے دست مبارک سے مجھے دیا کہ اسکا پانی پی چنانچہ کدو کے پانی پینے سے گیارہ روز تک دونوں کو صحت ہو گئی ہے۔ اور ایک عورت پھر بیمار ہوئی اسکو بھی اسی طرح کہا تو وہ راضی ہو گئی۔ جب اُسکے گھر والے بیعت سے مشرف ہو کر

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مثنوی

مصنفہ نبی بخش صاحب احمدی لاہوری

حمد بیحد مر خدائے پاک را — کرد برپا طارم افلاک را
آنکہ ذات اوست پیدا و نہاں — ذرہ از قدرتش کون و مکاں
در حریم لامکانی جلوہ گر — ہر طرف روشن ہمی آید نظر
ظاہر و باطن عیاں شد زان وجیہ — نقش ہستی از وجودش شد پدید
ہرچہ در زیر و زبر آید نظر — مے دہد از نور جانانم خبر
اوست مستغنی ز غیر خود بذات — نیست انباز و شریکش در صفات
صانع کرام خود چندیں ہزار — آفریدہ صورت زیبا نگار
حیّ و قیوم و علیم ست و خبیر — لایزال و لم یزل فرد و بصیر
مالک و منّان و رحمان و رحیم — حافظ و ستار و ذو الفضل العظیم
خالق و وہاب و رب العالمین — قادر و رزاق و ذو قوۃ متین
معطی و جان آفرینِ جاں پرورے — مکرمت افزا و رحمت گسترے
از جلال و ہیبتش لرزد جہاں — وز جمال روئے او تسکین جاں
از عدم ہر ذرہ کاں آمد پدید — پرورش می یابد از رب وحید
ابر لطفش نضرت افزائے چمن — روید اندر باغ سرو و یاسمن
عالم و دانائے ہر راز نہاں — سر سربستہ بہ پیش او عیاں
علم او ہر علم را گشتہ محیط — علم ما محدود و علم او بسیط
بر ہمہ ذاتش محیط آل کلام سکت — جملہ عالم پیش او افتادہ ایم
بر وجود از امر او شد قید و بند — روح باشد یا کہ مادہ بند اند
مہر تاباں را کجا تاب و تواں — تا کہ شب در جلوہ آید بیجاں
آب و آتش ہم بہ قید اقتدار — در حد سر با دگر پابندہ وار
کوہ و دشت و بحر و بر شمس و قمر — جن و انسان و ملائک سر بسر
بستہ و محدود و محصور و اسیر — زیر فرمان خدا وند قدیر
اختلاف روز و شب ای ہوشیار — نور و ظلمت یافتہ از وے قرار
از برائے انتفاع مرد ماں — میکند در آب کشتی را رواں
وا ز نزول ابر رحمت از سما — زندہ گرداند زمین مردہ را
دام و دد را بہر خدمت آفرید — دور افگندہ ز ما بار شدید
انتظامے را کہ می بینی عیاں — منتظم را ہم ببیں اندر نہاں
علت و معلول بر ہانے دگر — یا تو گر یم یادگیری ای پسر
ہرچہ در اصل و سما آید نظر — یا کہ ہست اندر وجودش مستتر
اینہمہ از بہر یکدیگر عیاں — علت و معلول باشند ایجہاں
بعض چوں اصل اند و بعضش فرع اند — بے تعلق ہمدگر کے میرسید
لیک ایں اصل و فرع ایجان من — جملہ معلول اند پیش ذو المنن
آنکہ ہر یک سلسلہ را منتہا — بس ہمیں ست ای برادر مر خدا
آخر ہر سلسلہ اے نیک نام — میرسد آخر برب ذی الاکرام
از نعمت بر وجود خود ببیں — تا ستوی روشن دل از نور یقیں
تا رسی با آں خدائے ذو الجلال — کو عنایت کرد ایں حسن و جمال
اندکے بر جسم و جان عزیز کن — از متانت بر صفاتت غور کن

(باقی آئندہ)

مکتوب حضرۃ امام آخر الزمان

حضرت میر ناصر نواب صاحب کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی اخویم میر صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ عنایت نامہ پہونچا انشاء اللہ القدیر تمام مراتب دافع الوساوس کے حصہ دوم میں بتفصیل آ جائینگے۔ حصہ اول اب قریب الاختتام ہے صرف ایک خط چھپنا باقی ہے جو پیرزادوں اور سجادہ نشینوں کی طرف لکھا گیا ہے اور بلحاظ مشائخ عرب کے وہ عربی میں خط ہے اور فارسی میں مولوی عبد الکریم صاحب نے اُسکا ترجمہ کیا ہے۔

جو آپ نے اپنے عملی طریق کے لیے دریافت کیا ہے وہ یہی امر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی اتباع کی طرف رغبت کریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن اعمال پر نہایت درجہ اپنی محبت ظاہر فرمائی ہے وہ دو ہیں ایک نماز اور ایک جہاد نماز کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قرۃ عینی فی الصلوٰۃ یعنی میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔ اور جہاد کی نسبت فرماتی ہیں کہ میں آرزو رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں قتل کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل کیا جاؤں۔

سو اس زمانہ میں جہاد روحانی صورت سے رنگ پکڑ گیا ہے اور اس زمانہ کا جہاد یہی ہے کہ اعلاء کلمہ اسلام میں کوشش کریں مخالفوں کے الزامات کا جواب دیں دین متین اسلام کی خوبیاں دنیا میں پھیلا دیں آنحضرت صلعم کی سچائی دنیا پر ظاہر کریں یہی جہاد ہے جبتک خدا تعالیٰ کوئی دوسری صورت دنیا میں ظاہر کرے۔

اور نماز اپنی اُسی پہلی حالت پر یہی چاہیے کہ نماز میں خدا تعالیٰ سے ہدایت چاہیں اور اھدنا الصراط المستقیم کا تکرار کریں خواہ گنجایش وقت کے ساتھہ وہ تکرار سو مرتبہ تک پہونچ جائے سجدہ میں اکثر یا حی یا قیوم الخ بتمامتر عجز کہا کریں۔ مگر نماز کی قنوت میں عربی عبارتیں ضروری نہیں قنوت اُن دعاؤں کو کہتے ہیں جو مختلف وقتوں میں مختلف صورتوں میں پیش آتی ہیں سو بہتر ہے کہ ایسی دعائیں اپنی زبان میں کی جائیں قرآن کریم اور ادعیہ ماثورہ اُسیطرح پڑھنی چاہیئیں جیسا کہ پڑھی جاتی ہیں مگر جدید مشکلات کی قنوت اگر اپنی زبان میں پڑھیں تو بہتر ہے تا اپنی مادری زبان نماز کی برکت سے بے نصیب نرہے قنوت کی دعاؤں کا التزام حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے بعض پانچ وقت کے قائل ہیں اور بعض صبح سے مخصوص رکھتے ہیں اور بعض ہمیشہ کے لیے اور بعض کبھی کبھی ترک بھی کر دیتے ہیں مگر اصل بات یہ ہے کہ قنوت مصائب اور حاجات جدیدہ کے وقت یا ناگہانی حوادث کے وقت ہوتا ہے چونکہ مسلمانوں کے لیے یہ دن مصائب اور نوازل کے ہیں اسلیے کم سے کم صبح کی نماز میں قنوت ضروری ہے۔ قنوت کی بعض دعائیں ماثور بھی ہیں مگر مشکلات جدیدہ کے وقت اپنی عبارت میں استعمال کرنی پڑینگی۔ غرض نماز کو متفرد دار بنانا چاہیے جو دعا اور تسبیح تہلیل سے بھری ہوئی ہو۔ اور دعا اور استغفار اور درود شریف کا التزام رکھنا چاہیے اور ہمیشہ خدا تعالیٰ سے نیک کاموں اور نیک خیالوں اور نیک ارادوں کی توفیق مانگنی چاہیے کہ بجز اُسکی توفیق کے کچھ نہیں ہو سکتا یہ ہستی سخت ناپایدار اور بے بنیاد ہے غفلت اور غافلانہ آسایش کی جگہ نہیں ہر یک سال اپنے اندر بڑے بڑے انقلاب پوشیدہ رکھتا ہے خدا تعالیٰ سے عافیت مانگنی چاہیے اور ہراساں اور ترساں رہنا چاہیے کہ وہ ڈرنیوالوں پر رحم کرتا ہے اگرچہ وہ گنہگار ہی ہوں اور جالاکیوں اور خود پسندوں اور ناز کرنے والوں پر اُسکا قہر نازل ہوتا ہے اگرچہ وہ کیسے ہی اپنے تئیں نیک سمجھتے ہوں والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان ۲ جنوری ۱۹۰۲ء

تفسیر القرآن بالقرآن

یہ ایک بینظیر تفسیر ہے جسکو جناب ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب ایم۔ بی نے کمال محنت کے ساتھہ تصنیف فرما کر بغرض اصلاح حضرت مسیح آخر الزمان علیہ السلام اور مولانا مولوی نور الدین صاحبکو تصنیف سے زیادہ سنا دی تھی مسیح الزمان علیہ السلام نے وقتاً فوقتاً اسکی نسبت یہ ارشادات فرمائے۔ نہایت عمدہ ہے۔ شیریں بیان ہے۔ قرآنی نکات خوب بیان کیے ہیں۔ دلوں پر اثر کرنیوالی ہے۔ حضرت مسیح الزمان اور مولانا نور الدین صاحب علیہما السلام نے بعض بعض جگہ اصلاح بھی کی تھی اب فضل ربانی سے چھپکر طیار ہو چکی ہے۔ خریداران الحکم و البدر کو پارہ عم کی تفسیر مفت محض ۱/ کے ٹکٹ آنے پر بطور نمونہ بھیجی جا سکتی ہے قیمت بلا جلد ۱۲ مع جلد ۱۲۔ پارہ الم کی قیمت ۱۰/ عم کے پارہ کی قیمت ۱۲/ ۔ المشتہر خاکسار فتح محمد خان مینیجر مطبع عزیزی مقام تراوڑی ضلع کرنال

عالم اخبار

جدید پوپ آف روم نے اپنا نام پائس قرار دیا ہے انکی عمر ۶۸ برس کی ہے۔

لنڈن میں ایک خاص مدرسہ اسلیے قائم ہوا کہ تھیٹر کی تعلیم دی جائے۔ یہ عیسائی قوموں کی تہذیب کا نمونہ ہے۔

جدید انتظام ہوا ہے کہ لنڈن سے بارہویں دن ڈاک بمبئی میں پہونچ جایا کرے اس سے پیشتر پندرہ دنمیں آتی تھی

فرانس نے منظور کر لیا ہے کہ مشرقی بحرالکاہل کے مقبوضات امریکہ کے حوالہ کر دے۔

انگریزی فوجوں میں سے خاکی وردی کا رواج اسلیے ہٹا دیا جاویگا کہ حضور شاہ قیصر اسے پسند نہیں فرماتے۔

ایک امریکن اولوالعزم لنڈن میں آیا وہ موٹر کار میں قطب شمالی کی سیر کرنا چاہتا ہے۔

ایک جدید نہر جہازی تیار کرنے کے لیے فرانس میں ایک مجلس ہوئی ہے پندرہ کروڑ روپیہ اندازہ ہوا ہے سہولت تجارت کے لیے یہ تجویز ہے۔

سرویہ میں جو قتل ہوا تھا اور اُسمیں ایک وزیر داخلیہ کی جان بال بال بچگئی تھی وہ اب اپنے حملہ آوروں پر نالش کرنے کا ارادہ کرتے ہیں۔

قلعہ لاہور میں ایک موتی مسجد تھی جسمیں فوج کا خزانہ رکھا جاتا تھا وہ اب خالی کر دیگئی ہے اندرون مسجد میں مرمت وغیرہ کی ضرورۃ نہیں ہے احاطہ کے گرد کنگورہ کی ضرورۃ ہے محکمہ عمارات قدیم کے افسر آکر امتحان کرینگے اور پھر اس کی مرمت کی نسبت غور و پرداخت ہوگی

مصر کی یونیورسٹی نے بعض بعض اُن اسلامی مدارس میں جہاں دینیات کے کورسوں کا زیادہ مشغلہ ہے دو کتابوں کو داخل کورس کیا ہے ایک تو حجۃ الاسلام امام غزالی علیہ الرحمۃ کی کتاب احیاء العلوم دوسری کتاب حجۃ اللہ البالغہ جو کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی لکھی ہوئی ہے۔

لنڈن میں سخت بارانی موسم سے کبوتروں کی دوڑ کا ناس ہوگیا ۲۳ ہزار کبوتروں میں سے ایک بھی واپس نہ آیا تین لاکھ روپیہ کی مالیت کا نقصان ہوا ہے۔

حال ہی میں کینڈا میں ایک کنواں دریافت ہوا ہے جس سے پانی کے بجائے ریت بہتی ہے۔

جینوا میں ایک بیلون طیار کیا گیا ہے جو کہ پیرس سے چلکر کوہ الپس تک عبور کرے گا۔

یورپ [illegible] نقل ایجاد کر رہے ہیں [illegible]

کشمیر میں طوفان نوح - گذشتہ ایام میں جو طوفان پانی کا کشمیر میں آیا ہے اُسنے ایکدفعہ پھر طوفان نوح کا نظارہ دنیا کو دکھایا ہے۔ اگرچہ اس سے پیشتر بھی کئی دفعہ پانی کا طوفان کشمیر میں آچکا ہے مگر کہا جاتا ہے کہ جس قسم کا طوفان اب اندنوں آیا ہے اسکی نظیر گذشتہ طوفانوں میں بالکل نہیں ملتی۔ منشی باغ ایک مقام تھا کہ جس میں انگریزی افسروں کے مکانات اور ڈاک خانہ وغیرہ دفاتر تھے وہ تمام عمارتیں دھادھم پانی سے گر کر تباہ ہوئیں۔ پھر اس کے بعد سرینگر میں بھی یہی حال ہوا اور کوئی مکان ایسا نہ تھا کہ خواہ وہ کتنا ہی بلند کیوں نہ ہو مگر پانی میں غرق نہ ہوا ایسے وقتوں میں جان کی حفاظت کے لیے بیشمار کشتیاں موجود ہوئی تھیں جو لوگ کشتیوں پر چڑھ گئے اگرچہ انکی جان اُسوقت تو بچگئی مگر آخر کار بھوک اور فاقہ سے اُنمیں اکثر لقمہ اجل ہوئے۔

ایک دردناک واقعہ اخبار دیتمیں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک کشتی میں بیس آدمی سوار تھے اور وہ ایک درخت سے بندھی تھی کہ وہاں سے کھل گئی اور بہ کر ایک پہاڑی سے ٹکر لگی جس سے کشتی پاش پاش ہوگئی چند ایک آدمی مشکل سے اپنی جان بچا سکے اور باقی کے سب ڈوب گئے۔ غلہ۔ اناج۔ کپڑا اور ہر ایک قسم کا سامان جسے اپنی جان کے قیام اور آسائش کے لیے انسان سفر وحضر میں اُٹھائے پھرتا ہے سب کو پانی بہا کر لیگیا لوگوں نے درختوں اور پہاڑیوں کی چوٹیوں پر چڑھ چڑھ کر اپنی جان بچائی مگر کیا ہو سکتا تھا اُسوقت کا سماں تو اس آیت کا مصداق تھا لاعاصم الیوم من اللہ الامن رحم (ھود - ۴) ایسی نازک حالت تھی کہ کوئی کسیکی مدد نہ کر سکتا تھا اور ہر ایک کو نفسی نفسی پڑی ہوئی تھی۔

حال کی آمدہ خبروں سے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ اسلام آباد جو کہ سب سے بلندی پر واقع تھا وہ بھی طوفان سے محفوظ نہیں رہا۔

گذشتہ بارشوں سے دریائے چناب میں بھی اس قسم کی طغیانی آئی ہے کہ اردگرد کے گاؤں بالکل پانی کی نذر ہوگئے ہیں ایک موضع ڈنگہ پور میں صرف ایک گھر بچا اور باقی تمام ضائع ہوگئے

لارڈ کرزن کی توسیع حکومت کی جو خبر عرصہ سے شائع ہو رہی تھی وہ اب بپایہ ثبوت پہونچ چکی ہے اور اپنی ایک اسپیچ میں لارڈ کرزن صاحب نے خود اسکی تصدیق کی ہے۔

خدا کے پاک ہاتھوں کی بنائی ہوئی احمدی جماعت میں داخل ہونیوالوں کی فہرست

نمبر	اسماء مبائعین	[illegible]	[illegible]
۱۳۳۸	شادیخان صاحب	سنور	پٹیالہ
۱۳۳۹	مولوی بدرالدین صاحب	ملتان	ملتان
۱۳۴۰	محمد عابد صاحب	"	"
۱۳۴۱	محمد زاہد صاحب	"	"
۱۳۴۲	اہلیہ مولوی بدرالدین صاحب	"	"
۱۳۴۳	اہلیہ غلام نبی خان صاحب	گڑھ شنکر	ہوشیارپور
۱۳۴۴	مسماۃ عمدہ بی بی	"	"
۱۳۴۵	سلطان بخش صاحب	"	"
۱۳۴۶	محمد صاحب	چک سکندر	گجرات
۱۳۴۷	مہرالدین صاحب	"	"
۱۳۴۸	نور احمد صاحب	"	"
۱۳۴۹	احمد دین صاحب	لوہری والا	گوجرانوالہ
۱۳۵۰	محمد امین صاحب	چک پنیار	گجرات
۱۳۵۱	عبدالعزیز صاحب	بھیرہ	شاہپور
۱۳۵۲	اہلیہ مستری غلام الٰہی صاحب	"	"
۱۳۵۳	" " فضل الٰہی صاحب	"	"
۱۳۵۴	شداد صاحب	"	"
۱۳۵۵	عبدالرشید صاحب	گوڑاپور	منٹگمری
۱۳۵۶	منشی محمد حسن خان صاحب	مانانوالہ	سیالکوٹ
۱۳۵۷	راج محمد خان صاحب	کشمیر	
۱۳۵۸	نظام الدین صاحب	جہلم	جہلم
۱۳۵۹	عبدالحمید صاحب	سیالکوٹ	سیالکوٹ
۱۳۶۰	حسن الدین صاحب	"	"
۱۳۶۱	احمد جان صاحب	شملہ	شملہ
۱۳۶۲	عبدالرحمن صاحب کابلی	پشاور	پشاور
۱۳۶۳	زوجہ عبدالغنی صاحب	پٹیالہ	پٹیالہ
۱۳۶۴	" رجب علیصاحب	"	"
۱۳۶۵	قدیر النسا بی بی	"	"
۱۳۶۶	محمود النسا بی بی	"	"
۱۳۶۷	ہمشیرہ عبدالغنی خانصاحب	"	"
۱۳۶۸	" والدہ	"	"
۱۳۶۹	اللہ بخش صاحب	چک سکندر	امرتسر
۱۳۷۰	مولوی احمد دین صاحب مدرس	بھیرہ	شاہپور
۱۳۷۱	" " " ابن	"	"

مطبع انوار الاسلام قادیان میں منشی محمد افضل صاحب ایڈیٹر و پروپرائٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا